جناب عبدالمجید تمرقندی

بلوچستان کا ذکری مذہب اور اسکی تاریخ

خانِ اعظم میر نصیر خان نوریؒ بلوچی دنیا کا فقید المثال بلوچی رہنما کہلاتے ہیں، وہ نہ صرف عظیم رہنما، سپہ سالار اور اولوالعزم قومی حکمران تھے بلکہ ایک پاکیزہ شخصیت اور بزرگ انسان کی حیثیت سے بھی پوری بلوچی تاریخ میں ان کا نام آفتاب و مہتاب کی طرح جگمگاتا رہے گا۔ ان کا دور بلوچوں کے بخت و اقبال اور عروج و ارتقاء کا دور تھا۔ وہ شرعِ محمدیؐ کے سختی سے پابند تھے۔ بلوچستان میں شرعی عدالتوں کا قیام میر نصیر خان کی یادگاروں میں سے ہے۔

میر نصیر خان سندھ کے عظیم بزرگ حضرت شاہ فقیر اللہ علویؒ ثم شکارپوری کے معتقدین میں سے تھے۔ شاہ صاحب ان کو ایک خط میں ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں :۔

"الی زبدۃ محبّی اہل اللہ، و نقاوۃ مخلصی عاکفی باب اللہ محمد نصیر خان دامت ریاض جمعیتہ محروستہ عن صوارف الزمان وطوارق الحدثان وبعد السلام علیکم" الخ (مکتوبات مطبوعہ لاہور ص ۲۸۱، مکتوب نمبر ۶۲)۔

(ترجمہ) "اہل اللہ میں سے انتخاب کیا ہوا اور اللہ کے دروازے پر بیٹھنے والے مخلص لوگوں میں سے چنا ہوا، محمد نصیر خان کی طرف ان کے اتحاد کا باغ زمانے کی مخالف ہواؤں اور آفات سے محفوظ رہے "

ایک اور خط میں لکھتے ہیں :۔

"ہموارہ تائیدات ربانی و تلطفات رحمانی، شامل حال فرخندہ مآل، زبدۃ محبّان اہل اللہ وخلاصہ ارادت مندان فقراء عاکفی باب اللہ محب خاص محمد نصیر خان سلمہ اللہ تعالیٰ" (از مکتوب نمبر ۶۵)

(ترجمہ) "ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی مدد اور مہربانی اس نیک انجام کے شامل حال رہے جو اہل اللہ سے محبت کرنے والوں میں سے چنے ہوئے ہیں اور اللہ کے دروازے پر بیٹھنے والے فقیروں سے عقیدت رکھنے والوں کا خلاصہ ہیں یہ ہمارے پیارے محمد نصیر خان۔ اللہ ان کو محفوظ رکھے"۔

بلوچستان کے لوگ اپنے اس ہردلعزیز حکمران کو نصیر خان نوری اور نصیر خان ولی کے نام سے یاد کرتے ہیں، ہر شخص انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ آپ کی وفات پر آخوند محمد صدیق لکھتا ہے :

"آن شیر بیشہ شجاعت، ہمای اوج سعادت، ابر سخاوت، سلطان اورنگ عدالت، زیب آرائے

روضۂ فتوت، زینت افزائے روح مروت، حامی دین محمدی، ناصر ملت احمدی، قاتل کفار، قامع فجار، نواب مستطاب، امیر محمد نصیر خان غازی کان اللہ علیہ الراضی درسنہ یک ہزار دو صد و ہشت ۱۲۰۸ھ بجوار حق پیوست۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(بحوالہ تاریخ بلوچستان از لالہ رائے بہادر ہتو رام صـ ۲۴۲ مطبوعہ کوئٹہ)

(ترجمہ) "وہ (بہادری کے) جنگل کے شیر، اوج سعادت کے ہما، سخاوت کے بارش، عدالت کے محنت کے بادشاہ، جوانمردی کے باغ کو زینت دینے والے، روحِ انسانیت کو سنوارنے والے، دینِ محمدی کے حامی، ملت احمد کے مددگار، کفار کے قاتل، فاجروں کو کاٹنے والے، پاکیزہ خصلت نواب، امیر محمد نصیر خان غازی، خدا ان سے راضی ہو۔ ۱۲۰۸ھ کو خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میر نصیر خان نہایت بہادر اور ایک جنگ جو سپاہی تھے۔ انہوں نے ۱۷۵۸ء میں قلعہ قلات پر احمد شاہ ابدالی کے حملہ کو پسپا کیا۔ ۱۷۶۱ء میں پانی پت کی تیسری لڑائی میں ۲۵ ہزار قبائلی بلوچوں کے ساتھ احمد شاہ ابدالی کی مدد کی۔ ۱۷۶۵ء میں سکھوں کے ساتھ خون ریز لڑائی لڑی۔ ۱۷۶۹ء میں جنگ مشہد میں افغان بلوچ متحدہ افواج کی کمان کی۔

دینی خدمات و کارنامے

میر نصیر خان کے دور میں مذہبی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے مؤلف "تاریخ خوانین بلوچ" لکھتے ہیں:

"جہالت کی تاریکی اور دین کے ارکان اور احکام سے بیگانگی پھیلی ہوئی تھی۔ بلوچستان کے کچھ علاقوں میں "ذگری" جیسا خلافِ اسلام مذہب جاری وساری تھا اور وہ لوگ مسلمان کو "نمازی" کہہ کر قابل گردن زنی گردانتے تھے۔ میر نصیر خانِ اعظم نے ایک طرف تو شرع محمدی کا نفاذ اور اجراء فرمایا اور دوسری طرف سے ذگریوں کی اسلام دشمنی اور شرک پروری کے خلاف خون آشام سلسلہ جہاد جاری رکھا تا آنکہ بڑے بڑے خون ریز اور فیصلہ کن معرکوں کے بعد اس بدعت کی مکمل طور پر بیخ کنی کی گئی۔ بہت سے ذگری حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور اس کفر والحاد سے خداوند متعال نے مجاہد اعظم میر نصیر خان کے ہاتھوں اور بلوچوں کی شمشیر کی برکت سے مسلمانوں کو نجات نصیب فرمادی۔" (تاریخ خوانین بلوچ صـ ۱۶)

نیز ایک جگہ زیرِ عنوان "صلح نامہ قلات ۱۷۵۸ء" لکھتے ہیں:۔

"جب میر نصیر خان اعظم کو عالم خواب میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف دیدار حاصل ہوا اور آقائے نامدار نے اس کو مکران پر حملہ آور ہو کر دین اسلام کی تبلیغ واشاعت اور ذگریوں کی بیخ کنی کا حکم صادر فرمایا تو خان اعظم نے خدا کے برگزیدہ محبوب ﷺ کے ارشاد گرامی کے مطابق مکران کے ذگریوں پر حملہ کر کے ان کو دین اسلام کی عملی تبلیغ پیش کی۔ مسلمانوں نے ذگریوں کا صفایا کر دیا اور اس کفر والحاد سے ملتِ اسلام کو

بجات ملی۔ یہی وہ تاریخی عظیم الشان کارنامہ ہے کہ جس سے خوشنود ہو کر مرکزی حکومت ترکیہ نے خان بلوچ کو "غازی دین" اور ناصر ملّت محمدیہ" کے سرمایۂ فخر خطابات عنایت کئے"۔

بہر حال یہی مسلمان ذکری معرکہ خان میر نصیر خان اور بادشاہ افغانستان احمد شاہ ابدالی کی باہمی ناراضگی اور حملہ قلات کا باعث بنا۔ احمد شاہ ابدالی بزعم خود میر نصیر خان کو اپنا ماتحت تصوّر کرتا تھا اور اس طرح بطور خود ذکریوں پر حملہ آوری کو اپنی کسرِ شان اور اقتدارِ اعلیٰ کی خلاف ورزی پر محمول کرتا تھا اور اس طرف سے میر نصیر خان کو ناموسِ دو عالمؐ کے ارشادِ گرامی کا دل و جان سے خیال اور احساس تھا۔ (تاریخ خواتین بلوچ [illegible])

خان آف قلات و سابق گورنر بلوچستان میر احمد یار خان مرحوم اپنی کتاب "مختصر تاریخ قوم بلوچ و خوانین بلوچ" کے صـ۱۳۱ پر لکھتے ہیں:۔

"میر نصیر خانِ اعظم نے قبائلی فوجی نظام کی بنیاد ڈالی، بلوچ پارلیمنٹ قائم کی، قوم کو ایک دستور العمل عطا کیا۔ جو شرع محمدی اور بلوچ روایات کا حسین امتزاج تھا۔ دینِ اسلام کی ترویج و اشاعت کی، سلطنت میں شرعی نظام رائج کیا، مسجدیں تعمیر کیں۔ پابندی صوم و صلوٰۃ، ادائیگی زکوٰۃ اور دیگر دینی فریضوں کے لیے سرکاری طور پر اقدامات کئے اور محکمے قائم کئے۔ غیر اسلامی رسوم یک قلم منسوخ کیں اور صحیح کا اسلامی معاشرہ صدیوں بعد بلوچستان کی سرزمین میں دوبارہ قائم ہو گیا۔ میر نصیر خان نوری نے پورے دورِ حکومت میں تلوار ہاتھ میں لے کر بے شمار محاذوں پر جذبہ جہاد اور شجاعت و بہادری کے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ خواب میں حضور اکرمؐ آقائے نامدار کی زیارت سے مشرف ہوئے اور اشارہ پا کر دینِ اسلام کی تبلیغ اور بلوچستان میں ذکری فرقے کی بیخ کنی کے اقدامات کئے اور قدم قدم پر کامرانی و سرخروئی نے اُن کا ساتھ دیا۔ ان اقدامات اور کارناموں سے متاثر ہو کر خلافت ترکیہ نے ان کو "غازی دین" اور "ناصر ملّت محمدیہ" جیسے مہتم بالشان خطابات عطا کئے"۔

خان میر نصیر خان نوری کا کیچ مکران پر حملہ

قبل ازیں میں لکھ چکا ہوں کہ حضرت شاہ فقیر اللہ نے مدینہ منورہ میں حضور خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مواجہ شریف میں کیچ مکران کے ذکریوں پر اسلام کے غلبہ کے لیے دعا مانگی اور اسی دوران شاہ صاحب کو بشارت ملی کہ یہ کام میر عبداللہ خان کی اولاد میں سے کسی ایک کے ہاتھ سے سرانجام پائے گا۔ آپ نے مندرجہ بالا کے دو حوالوں سے اندازہ لگایا کہ میر نصیر خان کو خواب میں سرور کائناتؐ نے آکر خود حکم صادر فرمایا کہ اٹھو اور ذکریوں کے خلاف جہاد کرو۔

ان دنوں حالت یہ تھی کہ کوئی شخص ذکری علاقوں میں نماز نہیں پڑھ سکتا تھا اور اگر کسی نمازی کو دیکھتے تو متعصب ذکری اسے قتل کر دیا کرتے تھے۔ نماز کے علاوہ دیگر شعائر اللہ کی توہین اور بے حرمتی ہوتی تھی مثلاً

ماہِ رمضان کی بے حرمتی، اذان کی بے حرمتی، مساجد کی بے حرمتی اور استہزا عام شعار بن چکا تھا۔ حضورؐ کا میر نصیر خان کے خواب میں آکر حکم فرمانا، اشارہ ہے کہ پیمانۂ صبر لبریز ہوچکا ہے۔ مزید دین کی بے حرمتی ناقابلِ برداشت ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ ذکریوں کے خلاف جہاد کیا جائے۔

جس وقت نصیر خان نے کیچ پر حملہ کیا تھا اس وقت ملّا مراد کا بیٹا ملک دینار ذکریوں کا خلیفہ اور کیچ مکران کا حکمران تھا۔ ملک دینار گچکی ۱۷۴۰ء میں اقتدار پر آیا اور اس کا دور ذکریوں کی ترقی اور انتہائی عروج کا دور تھا مگران کا زوال بھی اسی سے ہوا۔

میر نصیر خان نے جب حملے کی تیاری کی تو اس کو خفیہ رکھا اور ۱۷۵۷ء میں قبائلی دستوں کو سمیٹ کر جگور کے راستے کیچ پر حملہ کر دیا۔ بلیدیوں کے اقتدار کے خاتمے سے پورے سولہ سال بعد یہ حملہ ہوا اور اس حملہ میں میر نور محمد ولد شیخ بلال بلیدی بھی ساتھ تھے۔ اثناء راہ میں ملک دینار کی مختلف غیر منظم ٹولیوں کے ساتھ جھڑپیں ہوتی رہیں تا آنکہ تربت کے قریب آکر میر نصیر خان نے پڑاؤ ڈالا۔ مقصد یہ تھا کہ ملک دینار شہر سے باہر آکر مقابلہ کرے شہر کے اندر لڑنے سے بے گناہوں کا مارا جانا امکان سے بعید نہیں۔ مگر تربت کے ذکری میر نصیر خان کا شہر پر حملہ نہ کرنے کو ان کی بزدلی اور ملک دینار کی کرامت تصور کرتے تھے اور رات کو چوگان کھیلتے ہوئے بطور چیلنج درج ذیل شعر بار بار پڑھتے تھے ؎

دین داعی چونکہ بر مایار شد تختِ مکران بر ملک دینار شد

اس شعر کو میر نصیر خان نے نوٹ کیا۔ تا آنکہ ملک دینار خود ایک بہت بڑی جمعیت کے ساتھ میر نصیر خان کے سامنے آکر صف آرا ہوگیا۔ زبردست لڑائی ہوئی۔ آخر کار ملک دینار شکست کھا کر بھاگا اور تمپ کے قلعہ میں جا کر دم لیا اور اس کا لڑکا میر شیخ عمر گوادر بھاگ گیا۔ میر نصیر خان نے تربت سے آگے بڑھ کر تمپ پر حملہ کیا، ملک دینار قلعہ بند ہوگیا، کئی دن تک قلعہ میں محصور رہا بالآخر نکل کر مجبوراً ہتھیار ڈال دیئے اور گرفتار ہوگیا۔

میر نصیر خان نے ملک دینار کو ہر چند نماز پڑھنے کو کہا مگر وہ کٹر بے نماز انکار کرتا رہا۔ قاضی اور علماء نے بہت سمجھایا مگر وہ نہ مانا۔ بالآخر ناامید ہو کر میر نصیر خان نے قتل کا حکم دیدیا۔ ملک دینار میر بلال بلیدی کا قاتل بھی تھا لہٰذا میر نور محمد ولد میر بلال نے اشارہ پا کر سر تن سے جدا کر دیا۔ عین قتل کے موقعہ پر میر نصیر خان نے ذکریوں کے سابقہ شعر کا جواب اس طرح دیا ؎

دینِ احمد چونکہ بر ما یار شُد طوقِ لعنت بر ملک دینار شد

ملک دینار کے قتل سے فارغ ہو کر میر نصیر خان کیچ لوٹ آئے۔

باقی صـ۵۶